معاشرتی امن کے قیام میں اسلامی حدود کا کردار

(The Role of Islamic Limits in Establishing Social Peace)

Dr. Ghazala Bashir[1]
Dr. Shazia[2]
Dr. Sonia Bari[3]

Abstract:

Two issues are essential and fundamental for the establishment of social peace, without them, the establishment and continuation of peace and security in the society is impossible. One of them is mindfulness and the other is the concept of punishment, both of which are ordered to be adopted in order in Islamic teachings. As a result of adopting this strategy of Rasulullah (PBUH), such a Muslim society came into being that the lives, property, honor and dignity of the people of the vast Islamic Empire were saved. Killings, looting, oppression and oppression were eradicated. Even in the present era, if the ruling class itself avoids following the orders and reprimands and then the minds of others are made, then most of the people in the society will follow them and then if the perpetrators are punished, the society will be the cradle of peace and security in a very short period of time.

Keywords: *Social Peace, Establishment And Continuation, Mindfulness, Muslim Society, Dignity, Vast Islamic Empire, Oppression, Eradicated, Cradle Of Peace.*

معاشرتی امن کے قیام کے لیے دو امور اساسی اور بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، ان کے بغیر معاشرہ میں امن و سلامتی کا قیام و دوام ناممکن ہے۔ ان میں سے ایک ذہن سازی اور دوسرا تصورِ سزا ہے، اسلامی تعلیمات میں ان دونوں کو حسب ترتیب اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اسی حکمت عملی کو اپنانے کے نتیجے میں ایسا مسلم معاشرہ وجود میں آیا کہ وسیع و عریض سلطنت اسلامیہ لوگوں کی جانیں، مال اور عزت وآبرو محفوظ ہو گئے۔ قتل و غارت، لوٹ مار، ظلم و ستم کا قلع قمع ہوا، عصر حاضر میں بھی اگر سے خود حکمران طبقہ اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب کریں اور پھر دوسروں کی ذہن سازی کی جائے تو اکثر افراد معاشرہ ان پر عمل پیرا ہو جائیں گے اور پھر مرتکبین کو سزا دی جائے تو نہایت مختصر عرصہ میں معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ ہو گا۔

---

[1] Assistant Professor (V)/Corresponding Author, Department of Islamic Studies, Govt. College Women University, Faisalabad

[2] Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. College Women University, Faisalabad

[3] Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. College Women University, Faisalabad

اللہ تعالیٰ نے انسان کے قلب و سینہ میں متعدد اور مختلف جذبات ودیعت فرمائے ہیں جن سے اس کا دل مختلف کیفیات سے دو چار رہتا ہے۔ کبھی مسرت و شادمانی اور شدتِ فرحت سے جھومنے لگتا ہے، تو کبھی خوف و حیثیت کے غلبہ سے اس کا دل لرز اٹھتا ہے، کبھی رحم و ترس کے جذبہ سے اپنا مال و دولت دیگر لوگوں کی حاجت کی تکمیل کے لیے قربان کر دیتا ہے، تو کبھی غصہ و غضب سے بے قابو ہو کر دوسروں کی جان لینے کے درپے نظر آتا ہے۔ اسی طرح کبھی نفسانی خواہشات کے خلاف مجاہدین کی صفوں میں نظر آتا ہے تو کبھی خواہشات سے مغلوب ہو کر خودی کو بھی فراموش کر بیٹھتا ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے، اس کی عبادات، مناکحات، معاملات، خصومات اور حدود و تعزیرات میں انسانی فطرت کو نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ اسلام نے ایک ایسا نظام دیا ہے، جس میں انسان کے تمام جذبات کو دبانے کی بجائے ان کے اظہار کا ایسا موقع دیا ہے کہ جس طریقہ سے جذبات کے اظہار سے خوف و غم لاحق ہونے کی بجائے جسم و روح کو تسکین ملتی ہے۔ مثلاً خوف و خشیت ایک فطری جذبہ ہے مگر اسلام نے بتایا کہ اسے دبانے کی بجائے نگاہ جھکا کر دست بستہ بارگاہِ ایزدی میں کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع و سجود کی صورت میں جلال کے قدموں میں خشیت اپنی جبیں رکھ دے۔

ان جذبات فطریہ میں ایک جذبہ غصہ و غضب اور نفسانی خواہش کا بھی ہے۔ اسلام نے حکم دیا ہے کہ جب ایک مسلمان غصہ و غضب سے بے قابو ہو جائے تو اپنوں کا خون بہانے اور ایذاء رسانی کی بجائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے خلاف مجاہدین کی صفوں میں کھڑا ہو جائے اور کفار و مشرکین کو تہہ تیغ کر کے واصل جہنم کرے۔

انسانی فطرت کا ایک جذبہ اور رنگ نفسانی خواہشات کا بھی ہے۔ اسلام نے اس جذبہ کو بھی دبانے کی بجائے انسان کو اس کے اظہار کا موقع دیا ہے اور وہ نکاح ہے۔ آپ ﷺ نے خود بھی نکاح کیا اور دوسروں کو بھی نکاح کی ترغیب دی۔

المختصر، یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسانی فطرت کے جذبات کے درست استعمال کا نام عین اسلام اور عبادت ہے۔ جبکہ غلط استعمال گناہ اور موجب حدود و تعزیرات ہے۔ لیکن اسلام حدود کے اجراء سے حتی الامکان بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ اس کے لیے اسلام نے بہت اقدامات کیے ہیں اگر ان اقدامات کا جائزہ لیا جائے تو دوسرے مذاہب کی نسبت اسلامی حدود و تعزیرات کی انفرادیت اور معارف واضح نظر آتے ہیں جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ پردہ پوشی کی تعلیم

اگر کوئی مسلمان دوسرے شخص کو دیکھے کہ وہ چھپ کر گناہ کر رہا ہے تو دینِ اسلام اس کی پردہ پوشی کی تلقین کرتا

ہے، ذاتی طور پر اسے ملامت کرے لیکن لوگوں کے سامنے اس کا عیب بیان نہ کرے۔ جیسا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"المسلم اخوالمسلم، لایظلمه ولا یسلمه، من کان فی حاجة اخیه کان الله فی حاجته، ومن فرج عن مسلم کربة فرج الله عنه بها کربة من کرب یوم القیامة، ومن ستر مسلماً ستره الله یوم القیامة۔"[4]

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں ہوتا ہے۔ جو کوئی کسی مسلمان سے ایک تکلیف کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی سختیوں میں سے ایک سختی کو ختم کر دیتا ہے اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔"

آپ ﷺ کا طرزِ عمل بھی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہاں تک ممکن ہو حد جاری نہ کی جائے بلکہ اس سلسلہ میں ٹال مٹول سے کام لیا جائے۔ حضرت ماعز اسلمیؓ جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زنا کا اقرار کیا تو آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ موڑ لیا پھر وہ دوسری طرف سے آیا اور اقرار زنا کیا۔ حتیٰ کہ چار بار اس نے ایسا کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا:

"لعلک قبلت او غمزت او نظرت۔"[5]

"شاید کہ تو نے بوسہ لیا ہے، شاید کہ تو نے گلے لگایا ہے یا دیکھا ہے۔"

لیکن جب اس نے صاف اقرار کیا کہ اس نے زنا ہی کیا ہے تو پھر آپ ﷺ نے حد جاری کرنے کا حکم فرمایا۔

۲۔ حدود کے اجراء کی شرائط

اسلامی حدود کو اگرچہ کہا جاتا ہے کہ یہ بڑی سخت ہیں لیکن اگر ان مجرمین کے جرائم کو دیکھا جائے تو پھر ان کی شدت کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ نیز ان جرائم کے اثبات کے لیے اسلام نے کڑی شرائط بیان کی ہیں مثلاً حدِ زنا کے لیے چار

4۔ قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب تحریم الظلم، بیروت، دار لسلام، ۲۰۱۶ء، رقم الحدیث: ۲۵۸۰

Qashīrī, Muslim bin Hujjāj, *Sahīh Muslim*, Book: al Hudood, Chapter: Tahrīm al Zulm, Beirut, Dār as Salām, 2016, Hadith: 2580.

5۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح، کتاب الحدود، باب ھل یقول الامام للمقر لعلک لمست، بیروت، دار لسلام، ۲۰۱۶ء، رقم الحدیث: ۳۸۲

Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Al Jāme Al Sahīh*, Book: al Hudood, Chapter: Hal Yaqūl al Imāmu..., Beirut, Dār as Salām, 2016, Hadith: 382

مردوں کا زانی اور زانیہ کو عین حالتِ زنا میں دیکھنا۔ حد، قذف کے لیے تہمت زنا کی لگانا حتیٰ کہ اگر اس سے کم درجہ کی تہمت ہو تو اس پر حدِ قذف نہیں ہوگی۔ سرقہ میں مال مسروقہ کا محفوظ ہونا اور قحط کا زمانہ نہ ہونا اور مال مسروقہ کا تعلق خورد و نوش کی اشیاء سے نہ ہونا اور نصاب کو پہنچنا وغیرہ جیسی کڑی شرائط ہیں۔ ان شرائط کی وجہ سے بھی بہت کم حدود کے اجراء کی صورت تشکیل پاتی ہے۔

۳۔ شبہ کی وجہ سے حدود کا سقوط

بعض اوقات وہ جرم تو پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے حد جاری ہو لیکن اس جرم کے ارتکاب میں شبہ پایا جاتا ہے جس کے سبب سے حد ساقط ہو جاتی ہے، جیساکہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ادرأو الحدود عن المسلمين ما استطعتم، فان وجدتم للمسلم مخرجا فخلو سبيله، فان الا مام ان يخطئ فى العفو خيرله من ان يخطئ فى العقوبة۔" [6]

"جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور رکھو، اگر مسلمان کے لیے بچنے کی کوئی صورت پاؤ تو اس کا راستہ چھوڑ دو، کیونکہ امام کا معاف کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔"

۴۔ اسلامی حدود سے امنِ عالم کا قیام

اسلامی حدود کے نفاذ سے عالم دنیا میں امن قائم ہوتا ہے اور معاشرے میں سکون و اطمینان کی فضا قائم ہوتی ہے، لوگوں کی جانیں محفوظ ہوتی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔" [7]

"اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے، اے عقل والو! تاکہ تم متقی بن جاؤ۔"

اگر قتل کا قتل نہ ہوتا تو ہر طاقت ور کمزور کا جینا مشکل کر دیتا۔ اسلام میں قتل کا بدلہ قتل ہے، قطع نظر اس سے کہ قاتل غنی ہے یا فقیر، حاکم ہے یا رعایا کا عام فرد۔ جب بھی کوئی شخص دوسرے کو ناحق قتل کرے گا تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ جب ہر شخص کو یہ معلوم ہو گا کہ اگر اس نے قتل ناحق کا ارتکاب کیا تو اسے بھی زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جائے گا تو پھر کوئی بھی

6۔ دار قطنی، ابو الحسین علی بن عمر، سنن، کتاب الحدود والدیات، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۲۰۱۶ء، رقم الحدیث: ۳۰۹۷

Dār Qutnī, Ali bin Umar, *Al Sunan*, Book: al Hudood wa al Diyāt, Beirut, Muassasah al Risālah, 2016, Hadith: 3097

7۔ البقرہ، ۲:۱۷۹

Al Baqarah, 2: 179

کسی کو قتل کرنے کا ارتکاب نہیں کرے گا۔

(۵)اسلامی حدود و تعزیرات میں مقاصدِ شریعت کی ضمانت

اسلامی احکام کی انواع کا اگر جائزہ لیا جائے تو ان احکام کی پابندی کے مقاصد پانچ بنتے ہیں، جنھیں مقاصد شریعت کا نام دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں:

(۱) تحفظ جان (۲) تحفظ مال (۳) تحفظ عزت وآبرو

(۴) تحفظ عقل (۵) تحفظ نسل

اسلام میں مقرر شدہ حدود بنی نوع انسان کو ان سب مقاصد کی تکمیل ضمانت دیتی ہیں۔ قصاص میں جان کا تحفظ ہے تو حد سرقہ میں مال کی حفاظت، حد خمر میں عقل کی حفاظت اور قذف میں عزت وآبرو کی حفاظت جبکہ حد زنا کے اجراء میں نسل کی بقا اور حفاظت کا سامان ہے۔

اسلام کے نظام اور دستور میں صرف ایک باب الحدود میں کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو امن و سلامتی فراہم کی ہے اور پر امن زندگی بنانے کے لیے احکام لازم فرمائے ہیں۔ ایسے کامل اکمل نظام کے بارے میں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ سب بندوں کے خالق و مالک کا بنایا ہوا ہے کسی انسان کا نہیں۔ کیونکہ کسی انسانی قانون میں ایسی جامعیت نہیں پائی جاسکتی۔

٦۔ اسلامی حدود کی تعین وتحدید

اسلامی حدود اور ان کے اثبات کے طریقہ کار کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ نظام وحی پر مبنی ہے۔ قاضی کی ذات سے لے کر سزا کے اجراء تک سب کچھ قرآن و سنت کی روشنی میں مرتب کیا جاتا ہے۔ قاضی کے فیصلے جمہور کے مرتب کردہ قوانین کے مطابق ہونے کی بجائے قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ہوتے ہیں۔ جبکہ دیگر ادیان میں یا تو حدود کی اصل تعلیمات مرور زمانہ کی بدولت ردوبدل کا شکار ہو گئیں ہیں یا انھیں افراد کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق ڈھال دیا گیا ہے اور وہ افراد آمرانہ طرزِ حکومت یا جمہوری نظامِ زندگی کے منتخب نمائندے ہوتے ہیں۔

اس نظامِ حکومت میں اگر بیس (۲۰) کی رائے ایک ہو اور انیس (۱۹) آدمیوں کی رائے ان سے مختلف، تو اول الذکر کی رائے کو ترجیح حاصل ہو گی کیونکہ وہ اکثر سے پسندیدہ رائے ہے۔ اگرچہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو جبکہ اسلام دلیل کی قوت اور

درستی کا قائل ہے۔اسلام میں جو بات کتاب وسنت کے قریب تر ہوگی وہی ترجیح پائے گی اور وہی ملکی قوانین کا حصہ بننے کے قابل ہوگی۔لہٰذا اسلامی حدود کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ یا اجماع صحابہ کرامؓ کی تعلیمات پر مبنی ہیں اور یہ شرف صرف اور صرف آج اسلام کو حاصل ہے۔

۷۔درجہ بندی میں حدود کا مقام

اسلامی نظامِ حیات کی ابتداء ایمانیات سے ہوتی ہے پھر مسلمانوں کو عبادت سے متعلق مسائل و احکام سکھائے جاتے ہیں، پھر اخلاقیات اور باہمی معاملات کے قوانین وآداب تعلیم دیئے جاتے ہیں۔حدود وجنایات کا ذکر سب سے آخر میں آتا ہے۔کتبِ فقہ میں ترتیب کے اعتبار سے سزاؤں کا ذکر ہمیشہ آخر میں آتا ہے کوئی فقہی کتاب دیکھ لیجئے کم و بیش یہی ترتیب سامنے آتی ہے،ان ابواب کا باہمی گہرا تعلق ہوتا ہے۔

سب سے پہلے خالق ومالک کا تعارف ایمانیات کے ذریعے کروایا جاتا ہے، پھر عبادت سے متعلق مسائل واحکام کے ذریعے اس کے حقوق بتلائے جاتے ہیں، پھر انسانوں کے باہمی مراسم اور آداب معاشرت سکھائے جاتے ہیں۔آخر میں عقوبات کی باری آتی ہے جبکہ دیگر سلسلہ ہائے عدل وانصاف میں قانون سے آغاز ہوتا ہے اور سزا پر ختم ہو جاتا ہے۔اخلاقی اور روحانی تعلیم وتربیت صرف اسلام کا ہی امتیازی وصف ہے۔اسلام نے توانسانوں کے باہمی تعلیم وتربیت میں تعزیری سزا کو بھی اخلاقی تربیت سے مؤخر رکھا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِیْ الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلاَ تَبْغُواْ عَلَيْهِنَّ سَبِيْلاً۔"[8]

"اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تمھیں اندیشہ ہے، انھیں سمجھاؤ(اگر نہ سمجھیں)تو انھیں بستروں سے الگ کردو(اگر پھر بھی نہ سمجھیں)تو انھیں مارو پھر اگر وہ تمھاری بات مان لیں تو انھیں کچھ کہنے کا حق نہیں ہے۔"

۸۔بدکاری اور بے حیائی کے تذکرہ کی ممانعت

اسلامی نظام حیات میں بدکاری اور بے حیائی بلکہ اس کے تذکرہ کا بھی قلع قمع کرنے کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

8۔ النساء،۴:۳۴۔

Al Nisā, 4:34

اس کے لیے خصوصاً حدِ زنا میں نصاب شہادت چار مردوں کا مقرر کیا گیا۔ اگر اس سے کم مرد کسی کے زانی ہونے کا الزام دیں تو ان پر حد قذف جاری ہو گی۔ حد قذف کے حکم سے یہ بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام ان افعال قبیحہ کے تذکرہ کو تشہیر اور تلذذ کی غرض سے جائز نہیں سمجھتا بلکہ فقط بوقت ضرورت گواہی دینے کا پابند ہے اور گواہی دینے کے لیے ہی ان افعال قبیحہ اور ان کی تفصیلی جزئیات کو زبان پر لا سکتا ہے۔

۹۔ جرائم حدود کے اسباب کی ممانعت

دینِ اسلام نے صرف ان جرائم ہی سے منع نہیں کیا جو کہ حدود کا باعث بنتے ہیں بلکہ ان اسباب سے بھی منع کر دیا ہے جو ان جرائم کی طرف لے جانے والے ہیں مثلاً مرد و زن کا آزادانہ اختلاط، عورت کے لیے پردہ کے احکام، عورت سے معاشی ذمہ داری کا ارتفاع، راہ جاتے نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم، سرقہ سے بچنے کے لیے مال کو محفوظ کرنا، گھر کا دروازہ بند کرنا، قذف سے بچنے کے لیے غیبت اور بہتان تراشی کا ناجائز ہونا اور لایعنی گفتگو سے بچنے کی تاکید اور شراب نوشی سے بچنے کے لیے اس کو تیار کرنے کی ممانعت، اس کے کاروبار یعنی تجارت کو ناجائز قرار دینا وغیرہ سب وہ اسباب ہیں جو ان جرائم کی طرف لے جاتے ہیں جن پر حد جاری ہوتی ہے اور اسلام نے ان تمام اسباب کے اختیار کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور ایسے جرائم و اسباب سے بچنے والے خصوصی فضیلت و عظمت عطا فرمائی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

> **"سبعة يظلمهم الله يوم القيامة فى ظله، يوم لاظل الا ظله، امام عادل، وشاب نشا فى عبادة الله، ورجل ذكرالله فى خلاءٍ ففاضت عيناه، ورجل قلبه معلق فى المسجد، ورجلان تحابا فى الله، ورجل دعته امرء ة ذات منصب وجمال الىٰ نفسها، قال: انى اخاف الله، ورجل تصدق بصدقة فاخفاها حتىٰ لا تعلم شماله ماصنعت يمينه۔"**[9]

> "سات طرح کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش عظیم کا سایہ عطا فرمائے گا، جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوا۔ عادل قاضی، اور وہ نوجوان جس نے جوانی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاری، اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے روئے اور جس کا دل مسجد کی جانب لگا رہتا ہو، اور وہ آدمی جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں، اور وہ شخص جسے کوئی اعلیٰ منصب اور

9۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحدود، باب فضل من ترک الفواحش، رقم الحدیث: ۶۸۰۲

Bukhari, Al Jāme Al Sahīh, Book: al Hudood, Chapter: Fazl min Tark al Fawahish, Hadith: 6802

خوبصورت عورت اپنی طرف بلائے اور وہ یہ کہہ کر اس سے دور رہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور وہ شخص جو اس طرح چھپا کر صدقہ دے کہ دائیں ہاتھ سے دے اور بائیں کو خبر نہ ہو۔"

۱۰۔ بغیر کسی فرق و امتیاز کے حدود کا نفاذ

اسلام کا طرۂ امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ حدود کا نفاذ کسی کی شرافت یا فقر و غنا کے بغیر ان تمام افراد پر کرتے ہیں، جن کے خلاف عظمت ایسے جرائم ثابت ہو جائیں جن کے ارتکاب پر حدود جاری ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ کے دور اقدس میں فاطمہ نامی عورت نے چوری کر لی، جس کا تعلق بنو مخزوم سے تھا اور وہ خاندان آپ ﷺ کی زوجہ ام المؤمنین ام سلمہؓ کے سابق شوہر ابو سلمہ کا تھا اور وہ خاتون ابو سلمہؓ کی بھتیجی تھی۔ جب اس کی چوری پکڑی گئی اور ثابت ہو گئی تو صحابہ کرامؓ کو فکر دامن گیر ہوئی کہ آپ ﷺ اس کا ہاتھ کاٹ دیں اور لوگ باتیں کریں گے کہ آپ ﷺ کے سسرال کے رشتہ داروں میں سے ایک عورت نے چوری کی ہے۔ لہٰذا انھوں نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سفارشی بنا کر بھیجا کہ حضور ﷺ انھیں معاف فرما دیں۔ جب حضرت اسامہ بن زیدؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش کی تو غصہ اور ناراضگی کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"اتشفع فی حد من حدود الله، ثم قام فاختطب، فقال: ايهاالناس انما اهلک الذين قبلكم انهم كا نوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه، واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد، و ايم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها۔"[10]

"کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ ان میں سے اگر کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے وہ چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے، اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں (محمد ﷺ) اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔"

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ حدود کے نفاذ اور عملی تطبیق کی حقیقی اور واضح صورت پیش کرتی ہے کہ اس کے نفاذ میں شریف کی شرافت اور غنی کے غناء، اسی طرح قرابت داری اور فقیر کے فقر کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی بلکہ جو بھی ان جرائم کا ارتکاب

10۔ مسلم، صحیح، کتاب الحدود، باب قطع السارق الشریف وغیرہ والنھی عن الشفاعۃ فی الحدود، رقم الحدیث: ۱۶۸۸۔

Muslim, AlJāme Al Sahīh, Book: al Hudood, Chapter: Qat as Sāriq…Hadith:1688

کرے گا جس پر حد مقرر ہے، قاضی کے ہاں اس کا جرم ثابت ہونے کے بعد قاضی بھی اسے معاف نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ شرعی سزا ہے اور معین ومقرر ہے جسے معاف کرنے کا اختیار قاضی کو بھی حاصل نہیں ہے۔

خلاصہ بحث:

اسلام نے جس طرح عبادات، معاملات، مناکحات کی صورت میں انسانی نظامِ حیات کا احکام کی صورت میں حسین گلدستہ دیا ہے اسی طرح خصومات اور حدود وجنایات کی صورت میں معاشرتی امن کو قائم کرنے کے اسباب ووسائل عطا فرمائے ہیں۔ ان حدود کے قیام سے افراد بشر کا ایمان دین محفوظ ہوتا ہے جس کا تحفظ اولین اور بنیادی مقصد اور ضرورت ہے۔ پھر عقل کا تحفظ، جان ومال کا تحفظ، عزت وآبرو کی حفاظت ہوتی ہے۔ اسی طرح زنا کی حد نسل کی حفاظت کے لیے مقرر ہے، حد سرقہ سے مال کی حفاظت، حد خمر سے عزت وآبرو اور عقل کی حفاظت ہوتی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے عہد میں قائم ہونے والے معاشرتی امن کی آج مثال نہیں ملتی، کیونکہ آج اس دور کی ذہن سازی اور حدود کا عملی نفاذ ناپید ہے، تاریخ عالم گواہ ہے کہ حدود کی تعیین وتقریر اور ان کے عملی نفاذ کی خوبیاں صرف اور صرف اسلامی حدود وتعزیرات میں ہیں کیونکہ اسلام سارے عالم کے لیے امن وسلامتی کا ضامن ہے اور رہتی دنیا تک اطاعت واتباع کے قابل ہے۔